فداك أبي وأمي يا رسول الله ﷺ



بفیض روحانی نمونۂ شدت حضرت عمر و اعلیحضرت خلیفہ
و مظہر اعلی حضرت امام المناظرین شیر بیشۂ سنت الشاہ مفتی
حشمت علی خان قادری رضوی رضی المولیٰ عنہ

# ماہنامہ حشمت ضیا

سنیت کا کام کریں گے فتاویٰ رضویہ عام کریں گے


مدیر اعلی :- نبیرۂ مظہر اعلی حضرت شہزادۂ ناصر ملت علامہ مفتی

محمد مشارب الحشمت صاحب قبلہ حشمتی



ناشر - مکتبۂ حشمتیہ

# ماہنامہ

# حشمت ضیا

## اپریل ۲۰۲۳ء

مدیر اعلیٰ

نبیرۂ مظہر اعلیٰ حضرت شہزادۂ ناصر ملت

علامہ مفتی **محمد مشارب الحشمت** صاحب قبلہ حشمتی

ناشر

**مکتبۂ حشمتیہ**

# بفیضِ رُوحانی

امیر المومنین خلیفۃ المسلمین شیر خدا مولائے کائنات **مولی علی** کرم اللہ وجہہ الکریم

ثم

ام المومنین زوجۂ رسول اللہ **حضرت خدیجۃ الکبریٰ** سلام اللہ علیہا

ثم

ام المومنین محبوبۂ رسول اللہ **حضرت عائشہ صدیقہ** رضی المولیٰ عنہا

ثم

شہزادی رسول طیبہ طاہرہ **سرکاراں فاطمہ زہرا** سلام اللہ علیہا

ثم

جملہ **اصحاب بدر** رضوان اللہ علیہم اجمعین

ثم

سلطان العارفین **سرکار بایزید بسطامی** رضی المولیٰ عنہ

# زیر سایۂ کرم

شہزادۂ مظہر اعلیٰ حضرت، خلیفۂ حضور مفتی اعظم ہند، شیر ہندوستان حشمتی شمشیر

فاتح کشمیر امام حق **حضرت علامہ مفتی محمد ادریس رضا خان** صاحب حشمتی دامت برکاتہم العالیہ

و

شہزادۂ مظہر اعلیٰ حضرت، خلیفۂ حضور مفتی اعظم ہند، عارف باللہ، قطب زمن

مفتی اعظم پیلی بھیت **حضرت علامہ مفتی محمد معصوم رضا خان** صاحب حشمتی دامت برکاتہم العالیہ

و

شہزادۂ مظہر اعلیٰ حضرت، خلیفۂ حضور مفتی اعظم ہند، صاحب کشف و کرامت،

مشکوۃ العارفین، جنید زماں **حضرت علامہ مفتی محمد ناصر رضا خان** صاحب حشمتی دامت برکاتہم العالیہ

و

نبیرۂ مظہر اعلیٰ حضرت، محقق عصر، رئیس التحریر،

مصنف کتب کثیرہ **حضرت علامہ مفتی محمد فاران رضا خان** صاحب حشمتی دامت برکاتہم العالیہ

# فہرست



**نوٹ:** تمام مشمولات کی صحت و درستگی پر مجلس ادارت کی گہری نظر رہتی ہے پھر بھی اگر کوئی شرعی غلطی راہ پا جائے تو آگاہ فرما کر اجر کے مستحق بنیں۔ ان شاء اللہ تعالیٰ کسی قریبی شمارے میں تصحیح کر دی جائیگی۔

## نعت شریف

# جائے گی ہنستی ہوئی خلد میں اُمت اُن کی

از۔ حضور استاذ زمن علامہ حسن رضا خان قادری رضی المولیٰ عنہ

---

جائے گی ہنستی ہوئی خلد میں اُمت اُن کی
کب گوارا ہوئی اللہ کو رِقّت اُن کی

ابھی پھٹتے ہیں جگر ہم سے گنہگاروں کے
ٹوٹے دل کا جو سہارا نہ ہو رحمت اُن کی

دیکھ آنکھیں نہ دکھا مہرِ قیامت ہم کو
جن کے سایہ میں ہیں ہم دیکھی ہے صورت اُن کی

حُسن یوسف دمِ عیسیٰ پہ نہیں کچھ موقوف
جس نے جو پایا ہے پایا ہے بدولت اُن کی

اُن کا کہنا نہ کریں جب بھی وہ ہم کو چاہیں
سرکشی اپنی تو یہ اور وہ چاہت اُن کی

پار ہو جائے گا اک آن میں بیڑا اپنا
کام کر جائے گی محشر میں شفاعت اُن کی

حشر میں ہم سے گنہگار پریشاں خاطر
عفور رحمٰن ور حیم اور شفاعت اُن کی

خاکِ دَر تیری جو چہروں پہ ملے پھرتے ہیں
کس طرح بھائے نہ اللہ کو صورت اُن کی

عاصیو کیوں غمِ محشر میں مرے جاتے ہو
سنتے ہیں بندہ نوازی تو ہے عادت اُن کی

جلوۂ شانِ الٰہی کی بہاریں دیکھو
قد راء الحق کی ہے شرح زیارت اُن کی

باغِ جنت میں چلے جائیں گے بے پوچھے ہم
وقف ہے ہم سے مساکین پہ دولت اُن کی

یاد کرتے ہیں عدو کو بھی دعا ہی سے وہ
ساری دنیا سے نرالی ہے یہ عادت اُن کی

ہم ہوں اور اُن کی گلی خلد میں واعظ ہی رہیں
اے **حسنؔ** اُن کو مبارک رہے جنت اُن کی

## (ذوقِ نعت)

# غزوۂ بدر میں فرشتوں کی حاضری

از-امام احمد بن محمد قسطلانی رضی المولیٰ عنہ

صحیح مسلم میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا جب بدر کا دن ہوا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا کہ مشرک ایک ہزار ہیں اور آپ کے ساتھی تین سو انیس مرد ہیں تو آپ عریش میں داخل ہوئے اور قبلہ رخ ہو کر اپنے ہاتھ پھیلائے اور اپنے رب کو بلند آواز سے پکارنے لگے:

یا اللہ! تو نے مجھ سے جو وعدہ کیا ہے اسے پورا فرما۔

آپ مسلسل ہاتھ پھیلائے اپنے رب کو پکارتے رہے۔ حتی کہ آپ کی چادر مبارک کاندھوں سے گر گئی۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے چادر اٹھائی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے کاندھوں پر ڈال کر آپ کو پیچھے سے پکڑا اور عرض کیا اے اللہ کے نبی! عنقریب اللہ تعالیٰ آپ سے کئے گئے وعدے کو پورا فرمائے گا۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی:

اِذْ تَسْتَغِیْثُوْنَ رَبَّكُمْ فَاسْتَجَابَ لَكُمْ اَنِّیْ مُمِدُّكُم بِاَلْفٍ مِّنَ الْمَلَآئِكَةِ مُرْدِفِیْنَ

ترجمہ:- جب تم اپنے رب سے فریاد کر رہے تھے تو اس نے تمہاری دعا کو قبول کیا کہ بے شک میں ایک ہزار فرشتوں کے ساتھ مدد کرنے والا ہوں جو ایک دوسرے کے پیچھے آئیں گے۔ (قطار در قطار)

یعنی تمہاری مدد کے لئے فرشتے بھیجوں گا جو ایک دوسرے کے پیچھے لگاتار) آئیں گے۔ (صحیح مسلم جلد ۲ کتاب الجہاد) اور اگر دال پر فتح (زبر) پڑھیں (مردوفین پڑھیں) تو معنی یہ ہوگا کہ اللہ تعالیٰ ان کو مسلمانوں کے پیچھے ان کی مدد کے لئے لایا۔

اور دوسری آیت میں فرمایا:

بِثَلَاثَةِ آلَافٍ مِّنَ الْمَلَائِكَةِ مُنزَلِینَ

ترجمہ:- تین ہزار فرشتے اتار کر۔

کہا گیا ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ ان کے پیچھے تین ہزار فرشتے لایا تو اکثر، کم کے لئے مدد کے طور پر آئے اور ہزار کے پیچھے ان کے علاوہ کو لایا گیا اور ایک ہزار وہی تھے جو مومنوں کے ساتھ مل کر لڑے اور یہ وہی ہیں، جن سے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

فَثَبِّتُوا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْ

ترجمہ:- پس ایمان والوں کو ثابت (و قائم) رکھو۔

یہ انسانوں (میں سے مردوں) کی صورت میں تھے اور مومنوں سے کہتے تھے ثابت قدم رہو، بے شک تمہارے دشمن تھوڑے ہیں اور بے شک اللہ تعالیٰ تمہارے ساتھ ہے۔

(السیرۃ النبویہ لابن ہشام جلد ۲ ص ۸۸)

حضرت ربیع بن انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ نے ایک ہزار فرشتوں کے ساتھ مسلمانوں کی مدد فرمائی، پھر وہ تین ہزار ہوگئے، پھر پانچ ہزار ہوگئے۔

(تفسیر ابن اکثر جلد اول، ص ۴۰۱)

حضرت سعید بن ابی عروبہ، حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے بدر میں پانچ ہزار فرشتوں کے ذریعے مسلمانوں کی مدد فرمائی۔

(تفسیر ابن کثیر جلد اول ص (۴۰۱)

حضرت عامر شعبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں، بدر کے دن مسلمانوں کو خبر ملی کہ کرز بن جابرہ مشرکین کی مدد کر رہا ہے تو ان کو یہ بات ناگوار گزری تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی:

أَلَن يَكْفِيَكُمْ أَن يُمِدَّكُمْ رَبُّكُم بِثَلَاثَةِ آلَافٍ مِّنَ الْمَلَائِكَةِ مُنزَلِينَ

ترجمہ:- کیا تمہیں کافی نہیں کہ تمہارا رب تمہاری مدد کرے تین ہزار اتارے ہوئے فرشتوں کے ساتھ۔

فرماتے ہیں کرز کو قریش کی شکست کی خبر پہنچی تو اس نے مشرکین کی مدد نہیں کی اور مسلمانوں کی مدد پانچ ہزار کے ساتھ نہیں کی گئی۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، فرماتے ہیں: بدر کے دن ابلیس شیطانوں کے ایک لشکر کے ساتھ آیا، اس کے ساتھ ایک جھنڈا تھا اور وہ سراقہ بن مالک بن جعشم کی صورت میں تھا۔ شیطان نے مشرکین سے کہا آج کوئی انسان تم پر غالب نہیں آسکتا اور تم میری پناہ میں ہو۔ پھر جب حضرت جبریل علیہ السلام اور دیگر فرشتے آئے تو اس کا ہاتھ ایک مشرک کے ہاتھ میں تھا چنانچہ اس نے اپنا ہاتھ چھڑایا پھر الٹے پاؤں بھاگ گیا۔ اس شخص نے کہا اے سراقہ! تم تو کہہ رہے تھے کہ تم پناہ دینے والے ہو۔ اس نے کہا، جو کچھ میں دیکھتا ہوں وہ تم نہیں دیکھتے (یعنی فرشتے) بے شک میں اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہوں اور وہ سخت عذاب والا ہے۔

یہ بھی مروی ہے کہ حضرت جبریل علیہ السلام پانچ سو فرشتوں میں اور حضرت میکائیل علیہ السلام بھی پانچ سو فرشتوں میں اترے جو انسانی شکل میں سیاہ و سفید رنگ والے (چت کبرے) گھوڑے پر تھے، ان پر سفید لباس تھا اور دوسروں پر سفید عمامے تھے۔ انہوں نے ان کے کناروں کو اپنے کاندھوں کے درمیان چھوڑا ہوا تھا۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں بدر کے دن فرشتوں کی علامت سفید دستاریں اور حنین کے دن سبز عمامے تھے۔

(تفسیر ابن کثیر جلد اول ص(٤٠١و٤٠٢)

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں بدر کے دن فرشتوں کی علامت سفید اونی لباس تھا اور ان کے گھوڑوں کی پیشانیوں میں بھی یہی علامت تھیں، اسے ابن ابی حاتم نے روایت کیا۔

(تفسیر ابن کثیر جلد اول ص ٤٠١و٤٠٢)

ابن مردویہ نے قرآن مجید کے اس لفظ "مسومین" (نشان زدہ) کی تفسیر میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنما سے مرفوعاً نقل کیا کہ ان پر علامات تھیں اور بدر کے دن فرشتوں کی علامت سیاہ عمامے اور حنین کے دن سبز عمامے تھے۔

(تفسیر ابن کثیر جلد اول ص ٤٠١و٤٠٢)

اور ابن ابی حاتم نے حضرت زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ فرشتے اترے توان کے سروں پر زرد عمامے تھے۔

(تفسیر ابن کثیر جلد اول ص ۴۰۱ و ۴۰۲)

## فرشتوں کے مقتولین

ابن انباری رحمہ اللہ فرماتے ہیں فرشتوں کو علم نہ تھا کہ آدمیوں کو کیسے قتل کیا جاتا ہے تواللہ تعالیٰ نے ان کواس ارشاد گرامی کے ذریعے سکھایا۔ فرمایا:

فَاضْرِبُوْا فَوْقَ الْاَعْنَاقِ

ترجمہ:-پس گردنوں کے اوپر مارو۔(سروں پر مارو)

اور فرمایا:

وَاضْرِبُوْا مِنْهُمْ كُلَّ بَنَانٍ

اوران میں سے ہر ایک کے پوروں پر مارو۔

ابن عطیہ کہتے ہیں: اس کا مطلب یہ ہے کہ ہر جوڑ پر مارو۔

امام سہیلی فرماتے ہیں: تفسیر میں آیا ہے کہ بدر کے دن جو ضرب بھی لگی، وہ سر اور جوڑوں پر لگی اور صحابہ کرام فرشتوں کے قتل کئے ہوئے، لوگوں اور اپنے مقتولوں کے درمیان امتیاز اس طرح کرتے تھے کہ ان کی گردنوں اور پوروں پر سیاہ نشانات تھے۔

(السیرۃ النبویہ لابن ہشام جلد ۲ ص ۸۸)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، فرماتے ہیں: کہ مجھ سے بنو غفار (قبیلے) کے ایک شخص نے بیان کیا اس نے کہا: میں اور میرا چچا زاد بھائی آگے بڑھے، حتی کہ ہم ایک ایسے پہاڑ پر چڑھے جس سے بدر نظر آتا تھا اور ہم (دونوں) مشرک تھے ہم اس جنگ کو دیکھ رہے تھے کہ کس کو شکست ہوتی ہے تاکہ جو لوگ مال لوٹیں ہم بھی ان کے ساتھ مل کر مال لوٹیں اس دوران کہ ہم پہاڑ پر تھے کہ ایک بادل ہمارے قریب آیا جس میں گھوڑوں کے ہنہنانے کی آواز آرہی تھی۔ میں نے ان میں سے ایک کہنے والے سے سنا جو کہہ رہا تھا۔ اے حیزوم! آگے بڑھو (حیزوم حضرت جبرائیل علیہ السلام کے گھوڑے کا نام ہے)۔ میرے چچازاد بھائی کے دل کا پردہ پھٹ گیا تو وہ اسی وقت اسی جگہ

مر گیا اور میں بھی مرنے کے قریب تھا پھر میں نے اس حالت سے افاقہ پایا۔ یہ واقعہ امام بیہقی اور ابو نعیم نے روایت کیا ہے۔

(دلائل النبوۃ ابونعیم جلد۲ ص ۱۷۰، دلائل النبوۃ بیہقی ج ۳ص ۵۲، السیرۃ النبویہ لابن ہشام ج ۲ ص ۱۷)

ابو امامہ بن سہل بن حنیف رضی اللہ عنہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں، وہ فرماتے ہیں: میں نے دیکھا کہ بدر میں ہم میں سے کوئی اپنی تلوار سے مشرک کی طرف اشارہ کرتا تو اس کا سر اس کے جسم سے الگ ہو کر گر جاتا۔ اس سے پہلے کہ اس تک تلوار پہنچے اسے امام حاکم نے روایت کیا اور صحیح قرار دیا۔ امام بیہقی اور ابو نعیم نے بھی اسے روایت کیا۔

(دلائل النبوۃ لابی نعیم الجزء الثانی ص ۱۷۰، دلائل النبوۃ للبیہقی ج ۳ص ۵۶)

(المواہب اللدنیۃ، جلد ۱)

|☆|☆|☆|☆|☆|☆|

# اسرار روزہ

از: امام المتکلمین علامہ نقی علی خان قادری علیہ الرحمۃ الرحمن

قال اللہ تعالی یا ایھاالذین امنو کتب علیکم الصیام کما کتب علی الذین من قبلکم

اے ایمان والوں فرض کیا گیا تم پر روزہ جیسا فرض ہوا اگلوں پر اے عزیز کمال عظمت اور نہایت منزلت اس دولت بے نہایت کی اس آیت سراپا بشارت سے قیاس کر کہ پروردگار تقدس و تعالیٰ روزہ داروں کے ایمان کی گواہی دیتا ہے اور اُن کو ایمان والے کہتا ہے اور کمال عنایت و شفقت سے اپنے بندوں کی تسکین و تشفی کرتا ہے کہ یہ عبادت کچھ تمہیں پر فرض نہیں ہوئی بلکہ اگلی اُمتوں پر بھی فرض تھی بعض امم سابقہ پر روزہ ایام بیض اور یہود پر روزہ عاشورہ اور ہر شنبہ فرض اور نصاریٰ پر ماہ رمضان مقرر ہوا لیکن اس سال سردی یا گرمی بشدّت تھی لہٰذا انہوں نے روزہ شاق سمجھ کر موسم بہار میں روزے رکھے اور اس تبدیل کے کفارہ میں بیس اور زیادہ کئے۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم فرماتے ہیں روزہ عبادت قدیمی ہے کوئی شریعت اس سے خالی نہیں یہ نہ سمجھو کہ یہ تکلیف نئ ہوئی بلکہ اگر نظر تعمق سے دیکھو تو فرضیت اس عبادتِ شاقہ کی اُمم سابقہ پر تمہاری ہی تسکین و تشفی واسطے تھی کہ عنایت الٰہی جو تمہارے حال پر روز ازل سے مبذول ہے مقتضی اس امر کی نہ ہوئی کہ ایسی تکلیف شاق اپنے محبوب کی اُمّت سراپا مرحمت پر یکبارگی مقرر کریں بلکہ واسطے فرضیت اس عبادت کے باقتضائے حکمت کاملہ ہزاروں خوبیاں اور بڑائیاں اس امت کو اس کے عوض حاصل ہوئی یہ طریقہ قرار پایا کہ زمانہ آدم علیہ السلام سے عیسیٰ علیہ السلام تک ہر مذہب و ملت میں یہ عبادت فرض کی تاکہ یہ امت مرحومہ اوروں کا حال سن کر بے تکلف اختیار کریں اور گرد ملال و کلفت اُن کے دامن ہمت پر نہ بیٹھے قاعدہ ہے۔

## البلاء اذا عم خف

اور مثل مشہور ہے مرگ انبوہ جشنے دارد چناچہ یہ مضمون آیۃ کریمہ سے واقفان علم بدیع پر بخوبی ظاہر۔

## لعلکم تتقون :

تاکہ تم تقویٰ اختیار کرو کہ اس بات سے مشق ریاضت اور نفس کشی کی حاصل ہوتی اور قوت و شہوت و غضب کہ اصل تمام گناہوں کی ہیں ضعیف ہو جاتی ہیں اس لیے کہ مدار شہوت و غضب کا قوت و مزاج اور متانت روح حیوانی پر ہے اور روح اغذیہ واشربہ سے متولد ہے پس ثقلیل بعام و شراب سے روح نرم اور رقیق ہو جاتی ہے اور بالاضطرار شہوت و غضب میں کمی آجاتی ہے۔

حدیث مشہور میں وارد جو جوان شہوت کو نہ روک سکے نہ نکاح کی استطاعت رکھے اُسے چاہیے کہ روزہ اختیار کرے کہ وہ اس کے لیے حکم خصی ہونے کا رکھتا ہے صوفیاء کرام فرماتے ہیں طالب خدا کو تین باتیں لازم نومہ غلبہ وکلام ضرورۃ واکلہ فاقتہ بعضے دو دو تین تین دن اور بعض ایک ہفتہ کے بعد کھاتے ہیں اور جب اشتیاق کا غلبہ ہوتا ہے چالیس دن نہیں کھاتے اس وقت پروردگار تقدّس و تعالیٰ ان کے باطن میں کلام فرماتا ہے جو انبیاء کے حق میں باظہار واقع ہے اولیاء کے لیے بااسرار جائز ہے صاحب شریعت احدیہ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ فرماتے ہیں اپنے پیٹ بھوکے اور جگر پیاسے اور بدن ننگے رکھو کہ پروردگار تعالیٰ کو ظاہر و عیاں دیکھو جس نے دیکھا مطلب کو پہنچا اور جو کامیاب ہوا مقام فنا و بقا سے برتر ہوا عبارت اس سے جہالت اور اشارت ضلالت ہے۔

## قل جاء الحق و زهق الباطل ان الباطل كان زهوقا

سید عالم ﷺ فرماتے ہیں شیطان خون کی مانند آدمی کے بدن میں رواں ہے راستہ اس پر تنگ کرو بھوک اور پیاس سے عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں ہمیشہ جنّت کا دروازہ کوٹا کر، عرض کیا کاہے سے، فرمایا بھوک سے۔ اے عزیز تیرے کھانے سے خزانہ رزق مطلق کا کم نہ ہو جاوے گا لیکن پیٹ بھر کھانہ تجھے

رب سے محجوب اور نفس کا پابند کردے گا بھوکے رہنے سے صفائی قلب و رقت دل و لذت طاعت اور انکسار اور جوع دوزخ کی یاد اور کسر شہوت فرج اور قلت نوم حاصل ہوتی ہے اور اطاعت پر مواظبت ہاتھ آتی ہے اور تحصیل رزق اور کھانے پکانے کی دقّتوں سے فراغت اور خفت مونت و مشقت اور قلیل پر کفایت اور صدقہ دینے کی ہمت میسر ہوتی اور ہزاروں بیماریوں سے نجات رہتی ہے اور زیادہ کھانے سے سختی دل اور غفلت اور غلبہ شہوت اور سستی و کاہلی اور نیند اور تحصیل و ترتیب بعام کی مشقت اور اس کے مصائب میں ابتلا اور ذلت و خست پیدا ہوتی ہے ہر چند یہ عبادت کہ باعث کسر شہوت اور موجب روشنی قریحت ہے انسان کے حق میں ہر عبادت سے زیادہ مفید ہے اس واسطے کہ کسر نفس و شہوت سے مقصود اصلی تک پہونچ جاتا ہے اور کدورات سبعی و ظلمات بہیمی صفائی کلی حاصل ہو کر مقام کشف و وصول پر فائز ہوتا ہے اور حق تقویٰ کا کہ بہترین خصائل ہے اس کو حاصل ہوتا ہے مگر اکثر خلق پر کہ ہمت ان کی اس طلب سے قاصر ہے یہ عبادت مشقت کمال شاق گزرتی ہے اس واسطے اُن کی تشفی و تسلّی کے لیے ارشاد ہوتا ہے۔

## ایاما معدودات

گنتی کے دن ہے کہ نہ بہت کم ہے جو کسر شہوت و غضب میں تاثیر معتدبہ نہ کریں اور نہ بہت زیادہ کہ اعتدال مزاج و قوت و طاعت میں خلل ڈالیں پس گھبرانا نہ چاہیے اور کمر ہمت مضبوط باندھئے کہ بہت جلد تمام ہو جویں گے اور یہ کلمہ کمال عنایت پروردگار پر دلالت کرتا ہے کہ اس ارحم الراحمین کو انتہا سے زیادہ دل جوئی امت کی منظور ہے جس طرح پدر شفیق اپنے فرزند عزیز کو مکتب میں بٹھاتا ہے اور تسکین و تسلّی دیتا ہے کہ اب تھوڑی دیر میں چھٹی مل جائے گی۔ وہی قاعدہ و شفقت کا یہاں بھی مرعی ہے لیکن اس شفقت و عنایت کے ضمن میں تازیانہ خوف کا مارا گیا ہے کہ جب بادشاہ اپنے تابعین و رعایا کو کسی امر کا حکم دیتا ہے اور اس میں ہر طرح کی نرمی و آسانی کا لحاظ کرلیتا ہے تو کسی شخص کو گنجائش عذر باقی نہیں رہتی اور جو کوئی اس حکم میں سستی کرتا ہے مورد عتاب ہوتا ہے سو

اسی طرح بادشاہ علی الاطلاق نے اپنے بندوں کی ضعف وناتوانی پر نظر فرما کے مدت اس اس عبادت کی کمال توسط کے ساتھ اختیار کی اگر مانند نماز کے یہ عبادت تمام سال رہتی بندے تاب نہ لاتے باوجود اس عنایت کے اگر کوئی شامت نفس سے اس عبادت میں قصور کرے کمال عتاب و عذاب کا مستحق ہو جاوے کہ راہِ عذر کی اوّل ہی مسدود کر دی گئی اور کوئی دقیقہ نرمی و آسانی کا فرو گذاشت نہ ہوا مگر ایک امر باقی ہے کہ واسطے اس عبادت کے ایک مہینہ مقرر ہوا اور ضرور ہے کہ بعض مکلف ان دنوں بیمار ہو اور بعض سفر میں ان پر تعمیل اس حکم کی کمال دشوار ہے سو واسطے دفع اس عذر کے ارشاد ہوتا ہے:

جو شخص تم میں بیمار یا مسافر ہو وہ اور دنوں میں روزہ رکھ لے۔ یہ آیت پروردگار کی کمال رحمت پر دلالت کرتی ہے کہ جب جناب غفور رحیم جل جلالہ کو منظور نہ ہوا کہ بندگانِ گنہگار دو تکلیفوں میں گرفتار ہوں اور محنت سفر و مرض کے ساتھ مشقت روزہ کی جمع کریں تو اس کے رحم و کرم سے امید واثق ہے کہ روزہ داروں کو تکلیف دوزخ سے بھی محفوظ رکھے گا اور حرارت روزہ کے ساتھ گرمی جہنّم کی جمع نہ کرے گا اور جو شخص کہ بسبب ضعف و ناطاقتی کے ان دنوں میں روزہ نہیں رکھ سکتا اور اس سبب سے بڑھاپے سے روز بہ روز طاقت کم ہوتی ہے اور دنوں میں بھی ادا نہیں کر سکتا اگر طاقت رکھتا ہے بعوض ہر روزہ کے دو وقت ایک مسکین کو کھانا کھلا دے خواہ دو آثار گندم (بوزن دہلی) ہر روزہ کے بدلے خیرات کرے۔

اس لیئے اگرچہ خود ترک آب و غذا خدا کے واسطے نہیں کر سکتا مگر ایک مسلمان کو بھوک سے نجات دیتا ہے اور جو کچھ عبادت اس مسلمان سے بسبب کھانے اس غذا کے ہوگی اس میں دخل پیدا کرتا ہے اور اس وجہ سے مقدار خوراک ایک آدمی کی جبکہ اس نے صرف کی تو اس غذا سے دست تصرّف اپنا روکا اور نفس کو اس سے بعض رکھا تو گویا ایک مشابہت معنوی روزہ دار سے پیدا کی اور اگر اپنی رغبت و طبیعت سے ایک خوراک زیادہ دے تو اور بہتر ہے۔

فمن تطوع خیرا فہو خیرلہو

اور صدقہ دینے سے روزے رکھنا افضل و بہتر ہے یعنی معذورا گرروزہ رکھ لے تواس صدقہ سے اس کے حق میں اولیٰ ہے۔

و ان تصوموا خیر لکم ان کنتم تعلمون

روزہ رکھنا تمہارے لیے بہتر ہے اگر تم جانتے ہو اوراس کی بزرگی وفضیلت پر نظر کرو روزہ دل کی صفا اور جان کی ولا ہے پس کیا غم ہے اگر تن خاکی کے حق میں بلا ہے۔ بیہقی روایت کرتے ہیں پیغمبر خدا ﷺ فرماتے ہیں روزہ اور قرآن بندوں کی شفاعت کرینگے روزہ کہے گا الٰہی میں نے اسے کھانے پینے اور شہوتوں سے دن میں روکا مجھے اس کا شفیع کر اور قرآن کہے گا میں نے اسے رات کو سونے سے باز رکھا مجھے اس کا شفیع کر پاس حق جل مجدہ اُن کی شفاعت قبول فرمادیگا جامع ترمذی میں ہے فرماتے ہیں جو ایک دن خدا کی راہ میں روزہ رکھتا ہے خدائے تعالیٰ اس کے اور دوزخ کے بیچ میں ایک ایسا خندق کر دیتا ہے جس قدر دور وہ زاغ جائے کہ بچپن سے اُڑا اور اُڑتے اُڑتے بڑھا ہو گیا اور مر کر گرپڑا اور روایت صحیحین میں ہے ستر برس کی راہ دوزخ سے دور کردے اور فرماتے ہیں:

للصائم فرحتان فرو حۃعندفطرہ عندہ لقاءربہ۔

اس واسطے کہ جب "تخلق با خلاق اللہ" یعنی "یطعم ولا یطعم" سے مرتبہ انسانیت ترک کر کے بحکم الٰہی "ربك المنتھی" طلب عالم تقدّس میں صبح سے شام تک بادیہ پیمار ہتا ہے شام کو مرکب اس کا بحکم صفت بشریہ چلنے سے عاری ہو کر محتاج آب ودانہ کا ہوتا ہے اس وقت جب کھلانے پلانے سے اس کی خبرلیتا ہے اور قوت راہ مقصود کی اس میں پاتا ہے ایک عجیب فرحت خوشی حاصل ہوتی ہے اور جب فرحت افطار کہ وسائل سلوک سے درجہ ہے بیان فرحت لقا کا اصلی ہے کون کر سکتا ہے جس نے دیکھا وہی لطف مزا اس کا جانتا ہے اسی لیے کہتے ہے ہر عبادت کہ ثواب معین و مقدر ہے مگر بدلہ روزے کا عبادت واشارت سے وراہے۔ صحاح میں مروی ہے آدمی کا ہر عمل مضاعف ہوتا ہے یعنی ایک نیکی کو دس لکھتے ہے اور اس کا ثواب لکھتے ہیں یہاں تک بعض

نیکیاں سات سو تک مضاعف ہوتی ہے مگر روزہ اس حکم سے مستثنی ہے۔ حق جل جلالہ فرماتا ہے :

الصوم لی ونا اجزی به

وہ خاص میرے واسطے ہے کہ بخلاف اور عبادات کے ریا کو اس میں دخل نہیں اور میں خود اس کی جزا دیتا ہوں۔ بیہقی کہتے ہیں کسی نے سفیان بن عیینہ سے معنی اس حدیث کے پوچھے فرمایا حدیث صحیح و محکم تر ہے اور معنی اس کے یہ ہیں کہ جب قیامت کو آدمی سے خصم اس کے نزع کرینگے تمام اعمال نیک اپنے حقوق کے بدلے لے جاینگے جب نوبت روزے کی آئے گی حق تعالیٰ فرمائے گا اسے چھوڑ دو یہ خاص میرے واسطے ہے اور جو مطالبہ ذمہ بندہ کے باقی ہو گا اپنے رحم و کرم سے خود کفایت فرمائے گا اہل حقوق کو راضی کر کے بندہ کو ان کے مطالبہ سے پاک کر دے گا اس وقت روزہ بندے کے ساتھ ہو گا اور بہشت میں لے جائے گا اور بیہقی کہتے ہیں مراد کثرت ثواب ہے جس کا ثواب خدا کی طرف مضاف ہوا اور ثواب دینے والا پرورد گار ہے قدر اس کی کسے معلوم ہو اور کون اندازہ کر سکتا ہے۔ روزہ صبر ہے اسی لیے رمضان کو شہر الصبر فرمایا اور صبر کا ثواب بے انتہا ہے۔

وانمایوفی الصابرون اجرهم بغیر حساب

اور بعض کہتے ہیں اضافت ثواب اور روزے کی اپنی طرف واسطے تشریف و تکریم کے ہے مثل بیتی اور ارض اللہ ناقۃ اللہ اور امثال ذلک کے یہ مطلب ریا کو کہ شرک اصغر ہے اس میں دخل نہیں اور سوا پروردگار جل جلالہ کے کسی کے واسطے واقع نہ ہوئی کہ سجدہ و طواف و قربانی وغیرہا عبادات کفار اپنے بتوں کے واسطے بھی کرتے ہیں یا یہ مراد ہے کہ حقیقت روزہ میں کہ ترک اکل و شرب و جماع ہے نفس کو مطلقاً حظ نہیں بلکہ حقیقت اس کی حبس نفس ہے۔ بعض محققین فرماتے ہیں استغنا بعام و شراب سے ربوبیت ہے یعنی تمام اعمال بندوں کے مناسب اُن کے حال کے ہے بخلاف روزہ کے ہماری صفات سے مناسبت رکھتا ہے اور بعض روایات میں بصیغۂ مجھول وارد یعنی روزہ خاص میرے واسطے ہے مثل اور عبادات کے غرض اس سے ثواب بہشت و حور و قصور و نعیم جنّت نہیں بلکہ انا

اجزی به میں خود روزہ کا بدلہ ہوں اور ثواب اس کا لقاء دیدار میرا ہے۔ اے عزیز دیکھ کیا مقام ہے اگر بندہ کو کہیں تو سگ درگاہ ہے شادی سے تمام عالم میں نہ سمائے اور فخر سے زمین و آسمان پر ناز کرے چہ جائیکہ فرماتے ہیں فعل تیرا میرا ہے اور بدلہ اس کا میری رویت و لقا ہے یہ وہی مقام ہے جو مقبولان حضرات و مقتولان تیغ محبت کے حق میں وارد ہے:

من قتله محبتى فدية رويتى

دیت وارثان مقتول کو پہنچتی ہے اور یہ دیت خود اس کو ملتی ہے کہ وارث اپنے نفس مقتول کا وہی ہے شیخین روایت کرتے ہیں حضور سرور عالم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں بوئے دہن روزہ دار کی پروردگار کو مشک سے زیادہ پسند ہے اور روزہ آتش دوزخ سے سپر ہے۔ صحاح میں ہے بہشت کے آٹھ دروازے ہیں اُن میں ایک ریان ہے کہ سوا روزہ داروں کے کوئی اس میں نہ جا سکے گا اور جو اس دروازے میں داخل ہو گا کبھی پیاس اس کو نہ لگے گی۔ صحیح ابن خزیمہ میں وارد اُسے ایک شربت پلائیں گے کہ کبھی اسے تشنگی نہ ستائیگی صحاح ستہ میں مروی ہے جو شخص رمضان بھر بحکم ایمان و طلب ثواب روزے رکھے سب اگلے گناہ اس کے بخشے اور بعض سنن میں ہے سب گناہ اس کے معاف ہو۔ نسائی وغیرہ راوی کہ روزہ دار کا چپ بیٹھنا بھی اوروں کی تسبیح کے حکم میں ہے فرمایا کہ روزہ دار کو پانچ بزرگیاں حاصل ہے افطار کے وقت ایک دعا خواہ مخواہ اس کی قبول ہوتی ہے۔ بیٹھنا اس کا اوروں کی تسبیح کے برابر ہے کہ اس کی سب ہڈیاں تسبیح کرتی ہیں اور تمام عمل خیر کی ثواب و جزا معین ہے بخلاف روزہ کے ثواب اس کا بے انتہا ہے اور گناہ اس کے معاف نسائی و بیہقی و حاکم سیّدنا ابو امامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ مجھے ایسا عمل بتائیے کہ فائدہ اس کا بہت بڑا ہو فرمایا روزہ اختیار کر کہ اس کے مانند کوئی عمل نہیں۔

(جواہر البیان فی اسرار الارکان، صفحہ ۸۶)

|☆|☆|☆|☆|☆|☆|

# کرامات صحابہ (رضوان اللہ علیہم اجمعین) (قسط دوم)

از- امام المحققین علامہ محمد یوسف نبہانی رضی المولی عنہ

## حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ

علامہ ابویعلی، امام بیہقی اور حضرت ابو نعیم نے حضرت ابو سفر سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں حضرت خالد رضی اللہ عنہ حیرہ میں تشریف فرما ہوئے تو لوگوں نے کہا، حضرت! محتاط رہنا یہ عجمی آپ کو زہر نہ پلا دیں۔ فرمانے لگے زہر لے آؤ۔ آپ نے دست مبارک میں پکڑا، بسم اللہ پڑھ کر پی لیا اور آپ کو کچھ بھی نہ ہوا۔

## حضرت خالد رضی اللہ عنہ پر زہر اثر نہ کر سکا:-

کلبی سے روایت یوں آتی ہے، خلافت صدیقی میں حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ حیرہ تشریف لائے۔ وہاں کے لوگوں نے عبدالمسیح نامی ایک آدمی بھیجا اس کے پاس ایک لمحے میں کام تمام کر دینے والا زہر تھا۔ حضرت خالد نے فرمایا، لائیے! اپنی ہتھیلی پر ڈالا پھر یہ دعا پڑھی:

بِسمِ اللهِ وَ بِاللهِ رَبِّ الْأَرْضِ وَالسَّمَاءِ بِسْمِ اللهِ الَّذِى لَا يَضُرُّ مَعَ اسْمِهِ شَيْ —

(ارض و سما کے پروردگار، اللہ کے نام اور اس کی ذات کے ساتھ، اس ذات برحق کے نام سے جس کی موجودگی میں کوئی مرض ضرر نہیں پہنچاتا)۔ پھر اس زہر کو کھا لیا۔ عبدالمسیح نے واپس جا کر کہا کہ انہوں نے لمحاتی زہر کھا لیا مگر انہیں کچھ نہیں ہوا۔ بہتر ہے ان سے صلح کر لو۔ کیونکہ حکومت کا مسئلہ تو اب ان کے لئے مسلم ہو چکا ہے۔

## شراب کو شہد اور سرکہ بنا دیا

ابن ابی الدنیا نے صحیح سند کے ساتھ جناب خیثمہ سے روایت کیا ہے حضرت خالد رضی اللہ عنہ کے پاس ایک آدمی شراب کا مٹکہ لے کر پہنچا، آپ نے فرمایا، اللہ! اسے شہد بنا دے تو وہ شہد بن گیا۔ اسی

سند سے یہ بھی روایت ہے کہ حضرت خالد رضی اللہ عنہ کے پاس سے ایک آدمی شراب کی مشک لے کر گزرا، آپ نے پوچھا، یہ کیا ہے؟ وہ بولا سرکہ ہے آپ نے فرمایا اللہ کرے کہ وہ سرکہ بن جائے۔ لوگوں نے مشکیزہ دیکھا تو فی الواقع وہ سرکہ بن چکا تھا۔ حالانکہ اصل میں وہ شراب تھی۔

حضرت ابن سعد نے جناب محارب بن دثار سے روایت کیا ہے کہ جناب خالد رضی اللہ عنہ سے کہا گیا کہ آپ کے لشکر میں شراب پینے والے بھی ہیں آپ لشکر میں گھومے ایک آدمی کے پاس شراب کا مشکیزہ تھا آپ نے پوچھا، یہ کیا ہے جواب ملا، سرکہ ہے۔ خالد نے فرمایا اے اللہ! اسے سرکہ بنادے۔ اس شخص نے مشکیزہ کھولا تو سچ مچ سرکہ تھا کہنے لگا یہ خالد کی دعا کا اثر ہے۔

## حضرت ذویب رضی اللہ عنہ

## آگ تابع ہوجاتی ہے:

ابن وہب نے ابن لہیعہ سے روایت کیا ہے کہ اسود عنسی جب دعوائے نبوت کے بعد صنعاء شہر پر قابض ہوا تو حضرت ذویب رضی اللہ عنہ کو پکڑ کر آگ میں ڈال دیا۔ کیونکہ وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے خادم تھے۔ آگ نے حضرت ذؤیب رضی اللہ عنہ پر ذرا بھی اثر نہ کیا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ بات صحابہ کرام کو ارشاد فرمائی تو حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ بولے، خدائے جل و علا کا شکر ہے کہ اس امت میں بھی ایسے لوگ ہیں جنہیں سیدنا ابراہیم علیہ السلام کی طرح آگ نہیں جلاتی۔ حضرت عبدان نے کتاب "الصحابہ" میں لکھا ہے کہ یہ حضرت ذؤیب بن کلاب بن ربیعہ خولانی یمن کے پہلے مسلم تھے۔ حضرت ابن عساکر نے ابوبشیر جعفر بن ابی وحشیہ کی سند سے روایت کیا ہے کہ ایک خولانی اسلام لے آیا قوم کفر پر جمی ہوئی تھی اسے پکڑ کر آگ میں پھینک دیا اس کے صرف وہ مقامات اثر پذیر ہوئے جہاں وضو کا پانی نہیں جاتا تھا۔ یہ دور صدیقی میں آیا اور سیدنا صدیق رضی اللہ عنہ سے طالب دعا ہوا۔ آپ نے فرمایا، دعا کرنے کا تو زیادہ مستحق تو وہ ہے جسے آگ نے نہیں جلایا۔ پھر دعا فرمائی اور یہ شخص شام کی طرف چلا گیا۔ اسے لوگ سیدنا ابراہیم علیہ السلام سے تشبیہ دیا

کرتے تھے، یہ صحابی نہیں ہم نے یہاں محض اس لئے ذکر کر دیا ہے کہ وہ دور نبوی میں نجاشی کی طرح اسلام لایا تھا۔

## حضرت سیدنا زید بن خارجہ انصاری رضی اللہ عنہ

امام بیہقی نے حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ سے یہ کی روایت بیان کی ہے کہ زید بن خارجہ انصاری (جو بنی حارث بن خزرج کے ایک فرد تھے) دور عثانی میں وفات فرما گئے۔ جب کفن پہنا دیا گیا تو لوگوں نے ان کے سینے میں سے آواز سنی وہ بولنے لگے "احمد احمد! پہلی کتاب میں ہیں: ابو بکر سچے ہیں سچے ہیں، وہ اپنی جان کے لئے ضعیف تھے مگر امر خداوندی میں بڑے قوی ہیں یہ بھی کتاب اول میں ہے۔ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سچے ہیں سچے ہیں وہ قوی بھی ہیں اور امین بھی۔ یہ بھی کتاب اول میں ہے عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ بھی انہی کے طریق پر سچے ہیں سچے ہیں۔ ان کے چار سال گزر گئے ہیں دو اور گزریں گے تو فتنوں کا آغاز ہو گا۔ طاقتور کمزور کو کھا جائے گا۔ قیامت کا سا ہنگامہ قائم ہو گا"۔

## واقعہ بیئر اریس

فوج کی طرف سے اریس کے کنوئیں کی خبر تمہیں معلوم ہو گی، اور بیر اریس کیا ہے؟ ان کے بعد بنی خطمہ میں سے ایک صاحب فوت ہو گئے جب انہیں بھی کفن پہنایا جا چکا تو سینے میں سے ایک قسم کی آواز پیدا ہوئی پھر وہ بولنے لگے کہ بنی حارث بن خزرج (پہلے مرنے والے صاحب جن کا واقعہ ابھی اوپر گزرا ہے) کے بزرگ دوست (زید بن خارجہ) نے سچ کہا تھا، سچ کہا تھا۔ بہیقی فرماتے ہیں بیئر اریس کی بات یوں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے انگشتری بنوائی تھی جو آپ کے ہاتھ مبارک میں رہتی۔ پھر وہ جناب صدیق امت رضی اللہ عنہ کے ہاتھ مبارک میں رہی پھر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے ہاتھ مبارک میں رہی پھر سرکار عثانی میں پہنچی جب ان کی خلافت کے چھ سال گزرے تو اریس کے کنوئیں میں گر گئی۔ اور کام بگڑ گئے اسباب فتن کا ظہور ہوا اور وہی کچھ وقوع

پذیر ہوا جس کی خبر اوپر والے بیان میں حضرت زید بن خارجہ رضی اللہ عنہ نے دی تھی۔

کچھ لوگوں نے کہا کہ حضرت زید نہیں بلکہ ان کے صاحبزادے حضرت خارجہ نے مرنے کے بعد کلام فرمایا تھا۔ امام طبرانی وغیرہ نے حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے روایت بیان فرمائی ہے کہ یہ خارجہ بن زید انصار کے سرداروں میں شامل تھے۔ وہ ظہر اور عصر کے درمیان مدینہ طیبہ کی کسی گلی سے گزر رہے تھے کہ اچانک گرے اور وفات پاگئے۔ انصار کو پتہ چلا تو آپ کو گھر اٹھا کر لے گئے اور دو چادروں میں انہیں کفن دیا۔ انصاری عورتیں ان پر رو رہی تھیں اور انصاری مرد بھی جمع تھے وہ کفن میں پڑے ہوئے تھے کیونکہ اس ناگہانی وفات نے کئی شکوک پیدا کر دیئے تھے۔ ان کے کفن و دفن میں کافی دیر کر دی گئی۔ مغرب و عشاء کے درمیان کسی کی آواز سنائی دینے لگی خاموش! خاموش! یہ آواز تو ان کے کپڑوں کے نیچے سے آرہی تھی جو حضرت خارجہ پر لپیٹے ہوئے تھے۔ چہرے سے لوگوں نے پردہ اٹھایا۔ فوت ہوئے خارجہ کہہ رہے تھے کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نبی امی تھے وہ خاتم النبیین تھے جن کے بعد کوئی نبی نہیں۔ یہ کتاب اول میں مذکور ہے۔ پھر کہنے لگے انہوں نے سچ فرمایا، سچ فرمایا۔ پھر کہنے لگے یہ ہیں اللہ کے رسول۔ السلام علیک یارسول اللہ ورحمت اللہ و برکاتہ۔ یہ کہہ کر وہ پہلے کی طرح موت کی حالت میں پلٹے۔

یہ عبارت ہم نے اپنی کتاب "حجتہ علی العالمین" سے نقل کی ہے۔ انہوں نے روح محمدی اپنے پاس پائی تھی۔ اور یہ سب وفات نبوی کے بعد پیش آیا۔ انہوں نے صرف خلفائے ثلاثہ (صدیق، فاروق غنی عنہم الرضوان) کا ذکر کیا ان کی ثنا و مدح کی مگر حیدر کرار رضی اللہ عنہ کا ذکر نہیں کیا کیونکہ یہ واقعہ خلافت مرتضوی سے پہلے پیش آیا۔ میں نے بعد ازاں ابن اثیر کی کتاب "اسد الغابہ" کا مطالعہ کیا خارجہ بن زید خزرجی رضی اللہ عنہ کے حالات نظر سے گزرے وہاں لکھا تھا کہ اس میں اختلاف ہے کہ بولنے والے خارجہ ہیں یا زید ہیں یا زید بن خارجہ ہیں۔ ابن اثیر نے یہ فیصلہ دیا ہے کہ بولنے والے زید بن خارجہ تھے۔

# حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ

## حضرت سعد کی دعائے ہلاکت کا اثر:

بخاری و مسلم اور بیہقی نے عبد المالک بن عمیر کی سند سے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں اہل کوفہ نے حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کی شکایت سیدنا فاروق رضی اللہ عنہ سے کی۔ آپ نے ان کے ساتھ ایک آدمی بھیج دیا تاکہ وہ جناب سعد رضی اللہ عنہ کے متعلق جاکر احوال واقعی معلوم کرے۔ اسے کوفہ کی مساجد میں گھمایا گیا مگر وہاں کے سب لوگوں نے جناب سعد کے متعلق کلمات خیر ہی بیان کئے۔ صرف ایک مسجد میں ابو سعدہ نامی شخص کہنے لگا، آپ اتنی تاکید سے دریافت کر رہے ہیں تو سنیے! سعد (مال غنیمت کی تقسیم) مساوی نہیں کرتے تھے۔ کسی فوجی جتھے کے ساتھ نہیں چلتے تھے، اور فیصلے انصاف سے نہیں کرتے تھے۔ (جب اس کے یہ ریمارکس حضرت سعد رضی اللہ عنہ کو معلوم ہوئے) تو فرمایا اللہ! اگر یہ جھوٹا ہے تو اسے طویل عمر کے ساتھ طویل فقر سے نواز۔ اور اسے فتنوں کا نشانہ بنادے، حدیث کے راوی عبد الملک بن عمیر فرماتے ہیں میں نے اس شخص کو اتنا بوڑھا دیکھا کہ بڑھاپے کی وجہ سے اس کی بھوئیں آنکھوں پر گری ہوئی تھیں وہ محتاج ہو چکا تھا راستے میں جوان لڑکیوں سے چھیڑ خانی کیا کرتا۔ جب اسے کہا جاتا کہ کیا حال ہے تو کہتا فتنوں کا مارا بوڑھا پھپھڑ ہوں مجھے سعد کی بددعا نے تباہ کر دیا ہے۔

ابن عساکر نے مصعب بن سعد کی سند سے روایت نقل کی ہے کہ کوفہ میں حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے دوران خطبہ کوفیوں سے پوچھا: میں تمہارا حاکم کیسا تھا؟ ایک شخص بول بخدا آپ کو پتہ ہے کہ آپ رعایا میں انصاف نہیں کیا کرتے تھے۔ نہ ہی مساوی تقسیم کرتے اور نہ ہی فوجی جماعتوں کے ساتھ میدان جہاد میں اترتے (یہ سن کر) جناب سعد نے فرمایا، میرے اللہ! اگر یہ جھوٹا ہے تو اس کی بینائی ختم فرمادے، اسے جلد ہی محتاجی کا شکار بنادے۔ عمر لمبی دے اور فتنوں کا نشانہ بنادے۔ وہ اندھا ہو گیا۔ محتاجی

نے اسے دبوچ لیا۔ لوگوں کے سامنے دست سوال دراز کرتا تھا۔ مختار کذاب کا فتنہ آیا تو وہ قتل ہو گیا۔

طبرانی، ابن عساکر اور ابو نعیم نے قبیصہ بن جابر کے حوالے سے بیان کیا ہے کہ ایک مسلمان آدمی نے حضرت سعد رضی اللہ عنہ کی ہجو کی۔ حضرت سعد نے فرمایا، میرے پروردگار! اس کی زبان اور ہاتھ کو جس طرح چاہے مجھ سے دور رکھ۔ جنگ قادسیہ کے دن اسے تیر مارا گیا اس کی زبان اور ہاتھ کٹ گئے۔ وہ مرنے تک پھر ایک لفظ بھی نہیں بول سکا۔

ابن ابی الدنیا اور ابن عساکر نے حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ کی ماں سے یہ روایت لی ہے کہ ایک عورت کا قد صرف ایک بچے جتنا تھا۔ لوگ بتاتے تھے کہ یہ حضرت سعد کی بچی ہیں۔ ان کے وضو کے پانی میں اس نے ہاتھ ڈال دیا تھا تو انہوں نے بددعا دی کہ اللہ تیری قوت کو ختم کر دے بس جہاں تھی وہیں رہ گئی بڑھ نہ سکی۔ ابن ابی الدنیا اور ابن عساکر بذریعہ سینا، حضرت عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک خاتون حضرت سعد کے پاس آنکلتی تھی اور آپ اسے اس طرح آنے سے منع فرماتے تھے مگر وہ باز نہیں آتی تھی ایک دن پھر آدھمکی تو آپ نے بددعا کی کہ تیرا منہ بدل جائے اب اس کا چہرہ بجائے سامنے کے گدی کی طرف ہو گیا۔

حاکم نے قیس سے روایت لی ہے کہ ایک بد بخت نے جناب حیدر کرار رضی اللہ عنہ کی شان اقدس میں گستاخی کی حضرت سعد نے بددعا میں فرمایا، اللہ! یہ تیرے ایک عظیم المرتبت ولی کا گستاخ ہے۔ یہ مجمع اٹھنے سے پہلے انہیں اپنی قدرت کا مشاہدہ کرا دے، قسم بخدا ہم ابھی ایک دوسرے سے الگ نہیں ہوئے تھے کہ اس کی سواری بد کی اور پتھروں میں اسے سر کے بل گرا دیا اس کا بھیجا پھٹ گیا اور وہ مر گیا، حضرت حاکم نے مصعب بن سعد سے روایت کرتے ہوئے بتایا ہے کہ حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے ایک آدمی کو بددعا دی۔ اونٹنی آئی اور اسے مار دیا۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے ایک جان کو آزاد کیا اور قسم کھائی کہ اب کسی کو بددعا نہ دیں گے۔

## مروان کا حضرت سعد کی بددعا سے خوف زدہ ہونا

حضرت حاکم نے ہی ابن مسیب سے روایت بیان کی ہے کہ مروان نے کہا یہ مال (مال غنیمت) ہمارا اپنا مال ہے ہم جسے چاہیں گے دیں گے۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے ہاتھ اٹھا دیئے اور فرمانے لگے کیا میں بددعا کر دوں (یعنی مال خدا کو اپنا مال قرار دینے پر بددعا کروں) مروان چھلانگیں مارتا آپ کے گلے آلگا اور عرض کرنے لگا، ابواسحاق! بددعا نہ فرمائیں یہ مال اللہ کا مال ہے (مروان کو پتہ تھا کہ حضرت سیف اللسان ہیں جو کہیں گے وہی ہو گا لہذا جان بچانے میں ہی عافیت سمجھی)۔

بیہقی اور ابن عساکر یحییٰ بن عبد الرحمن سے ان کی سند کے ذریعے روایت کرتے ہیں کہ حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے دعا مانگی اے میرے پروردگار! میرے چھوٹے چھوٹے بچے ہیں ان کے بالغ ہونے تک میری موت کو ٹال دے، موت بیس سال تک ان سے ٹلی رہی۔ یہ اتنی شدید بیماری کے بعد واقعہ پیش آیا جس میں آپ کے بچنے کی ہر گز امید نہ تھی۔

## دشمنان کرار رضی اللہ عنہ کی خلاف بددعا کا اثر

طبرانی حضرت عامر بن سعد سے روایت کرتے ہیں، حضرت سعد ایک آدمی کے پاس سے گزرے وہ جناب حیدر، حضرت طلحہ اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کو سب و شتم کر رہا تھا۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے فرمایا، تم ان لوگوں کو سب و شتم کر رہے ہو جن پر اللہ تعالی کا اکرام و احسان ہے۔ قسم بخدا یہ بکواسات بند کرو ورنہ میں تجھے بددعا دے دوں گا۔ وہ کہنے لگا آپ مجھے یوں ڈرا رہے ہیں گویا آپ نبی ہیں۔ حضرت سعد نے کہا میرے اللہ! اگر یہ تیرے معزز و مکرم بندوں کو گالیاں دے رہا ہے تو اسے لوگوں کے لئے سامان عبرت بنا دے۔ بختی اونٹنی آئی لوگوں نے اس کے لئے راستہ چھوڑ دیا اس نے اسے کچل دیا۔ لوگ حضرت سعد کے پیچھے دوڑے جا رہے تھے اور کہتے جا رہے تھے کہ اے ابواسحاق! آپ کی دعا قبول ہو گئی ہے۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ اس لئے مستجاب الدعوات تھے کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو دعا دی تھی۔ امام ترمذی اور امام حاکم نے یہ

صحیح حدیث بیان کی ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا، اللہ! جب سعد تجھ سے دعا مانگے تو قبول کر لے۔ جب بھی حضرت سعد رضی اللہ عنہ دعا مانگتے قبول ہوتی۔ حدیث میں یہ بھی آتا ہے کہ اللہ! سعد کی دعا قبول کر اور اس کے نشانے کو درست فرما۔

ابو نعیم نے ابن دفیلی سے روایت بیان کی ہے کہ جب حضرت سعد رضی اللہ عنہ دریائے شیر پر پہنچے اسے عبور کرنے کے لئے انہیں کشتیاں نہ مل سکیں۔ ایرانی کشتیاں ساتھ لے گئے تھے۔ وہ صفر کے کچھ دن وہاں ٹھہرے۔ اچانک دریا میں پانی چڑھ گیا۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے خواب میں دیکھا کہ مسلمان شہسوار گھوڑوں سمیت پانی میں گھس گئے اور پار چڑھ گئے ہیں۔ دجلہ (دریائے شیر) میں بہت زیادہ طغیانی آچکی تھی۔ انہوں نے خواب کی تعبیر یہ سمجھی کہ دریا کو عبور کیا جائے۔ آپ نے لوگوں کو اکٹھا کیا اور فرمایا میں نے اس دریا کو عبور کرنے کا پختہ ارادہ کر لیا ہے۔ لوگوں نے کہا ٹھیک ہے۔ لوگوں کو پانی میں اترنے کی آپ نے اجازت دے دی، اور فرمایا یہ دعا مانگتے جاؤ " ہم اللہ سے مدد چاہتے ہیں ہمارا اسی پر بھروسہ ہے وہ ہمارے لئے کافی ہے وہ بہترین کارساز ہے۔ قوت اور طاقت کا مرکز صرف عظمت وبلندی والا اللہ ہی ہے "۔

پھر وہ دجلہ میں گھس گئے لہروں پر سوار ہو گئے۔ دجلہ سیاہ رنگ کی جھاگ پھینک رہا تھا۔ لوگ تیرتے ہوئے یوں باتیں کر رہے تھے جس طرح زمین پر چلتے باہم باتیں کرتے ہیں ایرانی اس معاملے میں حیران و پریشان تھے یہ مسئلہ ان کے حساب و کتاب میں نہیں تھا۔ وہ فورا بھاگنے کے لئے تیار ہو گئے۔

مسلمان اتنی جلدی پہنچے کہ کافرمال بھی ساتھ نہ لے جاسکے مسلمان صفر ۱۶ ھ میں مدائن پر قابض ہو گئے۔ اور کسری کے خزائن ان کے قبضے میں آ گئے۔

ابو نعیم نے ابو عثمان نہدی کی سند سے بیان کیا ہے کہ سعد ساحل دریا پر ٹھہرے رہے پھر لوگوں کو دریا عبور کرنے کی دعوت کی۔ ابو عثمان کہتے ہیں کہ ہم نے دجلہ کو گھوڑوں اور جانوروں سے پھاڑ دیا۔ دونوں ساحلوں پر کھڑے آدمیوں کو نظر نہیں آتا تھا ہمارے گھوڑے پسینے سے شرابور ہنہناتے پانی سے نکلے، جب ایرانیوں نے یہ منظر دیکھا وہ بھاگ کھڑے ہوئے پلٹنے

کی ہمت نہ ہوئی۔ ایک پیالے کے بغیر صحابہ کی اور کوئی چیز گم نہ ہوئی۔ یہ پیالہ ایک رسی سے بندھا ہوا تھا۔ وہ ٹوٹ گئی پانی اسے بہالے گیا۔ مگر ہوائیں اور لہریں اسے ساحل پر لے آئیں اور مالک نے اسے اٹھا لیا۔

## صحابہ کرام پانی پر سوار ہوتے ہیں:۔

ابو نعیم نے ہی ابو بکر بن حفص بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ حضرت سلمان فارسی حضرت سعد رضی اللہ عنہ کے دوش بدوش چل رہے تھے ۔ گھوڑے لے کر انہیں تیر رہے تھے، اور سعد کہہ رہے تھے اللہ ہمیں کافی ہے اور وہ بہت کارساز ہے اللہ اپنے ولیوں کی بخدالازماً مدد فرمائے گا۔ان کے دین کو غالب کرے گا اور ان کے دشمنوں کو شکست دیگا۔ اگر لشکر میں ایسی کجروی اور گناہ نہ ہوں جو نیکیوں پر غالب آجائیں ( تو لشکر غالب ہو کر رہے گا) حضرت سلمان نے کہا ابھی اسلام نیا ہے خدا کی قسم آپ کے ساتھیوں کے لئے سمندر بھی سرنگوں ہو گئے ہیں جس طرح خشکی سرنگوں ہوگئی ہے۔ صحابہ نے پانی کو ڈھانپ لیا اور ساحل سے پانی نظر نہیں آرہا تھا۔ وہ خشکی کی نسبت اس تری میں زیادہ باتیں کر رہے تھے۔ اور جب وہ پانی سے باہر نکلے تو ان کی کوئی چیز گم نہ تھی اور نہ ہی کوئی ڈوبا تھا۔

ابو نعیم نے عمیر ساعدی سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں، جب لوگ دجلہ میں اترے تو ایک دوسرے کے ساتھ ہو گئے ۔ حضرت سلمان پانی میں حضرت سعد کے ساتھ چل رہے تھے حضرت سعد نے فرمایا (یہ عظمت و علم والے خدا کے اندازے ہیں )۔ پانی انہیں اٹھائے ہوئے تھا گھوڑے چل رہے تھے۔ جب بھی تھکتے تو ایک ٹیلہ سامنے آجاتا۔ جس پر وہ آرام کرتے ایسا معلوم ہوتا تھا کہ وہ زمین پر چل رہے ہیں۔ مدائن میں اس سے زیادہ عجیب بات کوئی نہ تھی چونکہ ٹیلوں کو جرثومہ کہتے ہیں۔ تو دریا کو عبور کرنے کا نام ہی یوم الجراثیم رکھ دیا۔ کیونکہ جب بھی کوئی تھکن محسوس کرتا تو راحت کے لئے ٹیلہ سامنے آجاتا ابو نعیم نے قیس بن ابی حازم سے روایت کی ہے کہ ہم جب دجلہ میں اترے تو وہ مچل رہا تھا۔ جب پانی کا زیادہ حصہ عبور کر چکے تو پانی شاہسوار کے تسموں تک نہیں پہنچ رہا

تھا۔ ابو نعیم نے حبیب بن صہبان رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ جب مدائن فتح کرتے ہوئے مسلمانوں نے دریائے دجلہ عبور کیا تو ایرانی کہنے لگے یہ جن ہیں انسان نہیں ( بحوالہ حجۃ اللہ علی العالمین )۔

## حضرت سعد بن ربیع رضی اللہ عنہ

### جنت کی مہک آرہی ہے:

حاکم نے یہ حدیث بیان فرما کر اسے صحیح کہا ہے۔ امام بیہقی نے بھی بیان فرمائی ہے کہ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ مجھے سرور انبیاء صلی اللہ علیہ وسلم نے یوم احد حضرت سعد بن ربیع رضی اللہ عنہ کی تلاش میں بھیجا اور فرمایا کہ اگر مل جائیں تو انہیں میرا سلام کہہ دینا اور پوچھنا وہ خود کو کس حال میں پاتے ہیں؟ جب میں انہیں ملا تو ان کی آخری سانس تھی۔ نیزوں، تلواروں اور تیروں کے ستر زخموں سے جسم چھلنی ہو چکا تھا۔ رسول کریم علیہ التحیۃ والتسلیم کا پیغام مبارک سن کر کہنے لگے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت عالیہ میں عرض کرنا کہ مجھے جنت کی خوشبو آرہی ہے اور میری قوم انصار سے کہنا کہ اگر آنکھ جھپکنے والا موجود ہو اور کوئی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو تکلیف پہنچانے پہنچ گیا تو پھر تمہارا کوئی عذر قبول نہ ہوگا یہ کہہ کر روح قفس عنصری سے اڑ گئی۔

## حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ

### قبر سے نکل کر اپنا تعارف کراتے ہیں:

حضرت جلال الدین بصری دمشقی نے اپنی کتاب "تحفہ الانام فی فضائل الشام" میں لکھا ہے کہ دمشق کے لوگ زمانہ قدیم سے اس بات پر متفق ہیں کہ آپ کا مزار شریف غوطہ دمشق کے اندر منیحہ گاؤں میں واقع ہے۔ حضرت دمشقی کہتے ہیں کہ شیخ عارف عالی جناب ابو اسحاق ابراہیم بن شیخ عارف عبداللہ ارموی فرماتے ہیں کہ انہوں نے سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ (کی قبر) کی کئی دفعہ زیارت کی، ایک دفعہ انہیں خیال آیا کہ کیا یہ قبر حضرت سعد رضی اللہ عنہ کی ہے بھی یا نہیں؟ انہیں اونگھ آئی کیا دیکھتے ہیں

کہ قبر شریف بالائی حصہ سے کھل گئی ہے۔ ایک لمبا سا گہرے رنگ کا بدوی کندھے پر نیزہ اٹھائے اوپر سے نکلا ہے اور کہہ رہا ہے میں سعد ہوں۔ مجھے بیداری مل گئی میں نے کہا یہ قبر یقیناً انہی کی ہے۔ میں نے (ایصال ثواب کے لئے) قرآن پاک پڑھا دعا مانگی اور واپسی کا راستہ لیا۔ دور صدیقی میں آپ ١٤ ھ میں شامی علاقہ میں وصال فرما ہوئے تھے۔

(جامع کرامات اولیاء، جلد ١)

|☆|☆|☆|☆|☆|☆|

# چند ضروری ہدایات؛

۱)اہل سنت اپنے صدقات وزکوٰۃ وغیرہ کسی بھی وہابی دیوبندی صلحکلی کسی بھی گمراہ یا کافر کو نہ دیں، دی تو ادا نہ ہوگی بلکہ گناہ کے مرتکب ہونگے۔

۲) رمضان المبارک میں اپنے اور اپنے سنی بھائیوں کے ایمان وسلامتی دارین کی دعا کریں۔

۳)دینی کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیں کہ جو دین خدا کی خدمت کرے مولیٰ اس کی مدد فرماتا ہے۔

# شدت علی اعداء الدین کے تاریخی فوائد

از: مظہر اعلیٰ حضرت شیر بیشۂ سنت رضی المولیٰ عنہ

وہابیوں۔ نیچریوں۔ قادیانیوں۔ وغیرہم گمراہوں، مرتدوں کا زور گھٹا یا نہیں؟ اس کے جواب میں صلحکلی حضرات تو یہی کہیں گے کہ ہرگز نہیں گھٹا لیکن اس کی سچی کیفیت کسی انصاف شعار واقف کار سے پوچھنا چاہئے کہ عبد الوہاب نجدی کی ذریت پر جو سختی کی گئی ہے اس کا کیا اثر ہوا اگر وہ سختی نہ کی جاتی تو کیا اثر ہوتا۔؟

اگر ترکی سلطان سلیم ثالث اور محمد علی پاشا خدیو مصر رحمۃ اللہ علیہما کی طرح تمام موجودہ اسلامی سلطنتیں بھی مل کر حکومتِ خبیثہ پر سختی کرتیں تو کیا شیاطینِ نجدیہ کے ہاتھوں ماثرِ متبرکہ کی پامالی اور مزارات مقدسہ کی بے حرمتی ہوتی۔ کیا حرمین طیبین طھرھما اللہ تعالیٰ عن رجس النجدیۃ اہل الشین میں وہابیت و نجدیت کی زبردست تبلیغ کا بے ایمان نجدیوں کو موقع ملتا۔ کیا حضرات علمائے کرام و سادات عظام مجاورین بیت اللہ الحرم و مدینۃ النبی علیہ و علی آلہ الصلاۃ والسلام یونہی کسمپرسی کے عالم میں شہید اور جلا وطن کیے جا سکتے؟

اور جس وقت دہلی میں اسماعیل دہلوی نے طوفان بے تمیزی پھیلایا اگر اس وقت اس پر کامل سختی نہ کی جاتی تو کیا ایک عالم گمراہی سے محفوظ رہ سکتا۔ اسی سختی کا ایک نتیجہ یہ ظاہر ہوا کہ اس کو دہلی چھوڑ کر بھاگنا پڑا۔ علیٰ ہٰذ القیاس۔

اس کے بعد جس بد مذہب نے سر اٹھایا اگر اس پر سختی نہ کی جاتی تو کیا مذہبِ اہلسنت کو صریح نقصان نہ پہنچتا۔ اگر سرگروہِ غیر مقلدین نذیر حسین دہلوی پر مکہ معظمہ میں سختی نہ کی جاتی، قید نہ کیے جاتے تو کیا اس وقت وہاں کے پوشیدہ غیر مقلدین جو ہندوستان سے وہاں جا کر بس گئے تھے مکہ معظمہ چھوڑ سکتے تھے۔ کیا اگر غیر مقلدوں پر سختی کے ساتھ رد نہ کیا جاتا تو عوامِ اہل اسلام حدیث و قرآن کے نام سے سخت دھوکے میں نہ پڑ جاتے۔ کیا اگر نیاچرہ کے رد میں سختی نہ کی

جاتی رسالہ "نور الآفاق" و رسالہ "امداد الآفاق" و رسالہ "تائید الاسلام" وغیرہا کتب و تحریرات کی، مرتد اکفر پیرِ نیچر کے رسالہ "تہذیب الاخلاق" کے رد میں اشاعت نہ کی جاتی تو ساڑھے تیرا سو برس سے زائد کا یہ قدیم سچا دین اسلام ہندوستان میں باقی رہ جاتا۔ کیا اگر قادیانیوں کے رد میں سختی نہ کی جاتی تو ہندوستان کے کلمہ گویوں کی اکثریت دجال قادیانی کی جھوٹی نبوت کا کلمہ پڑھتی نظر نہ آتی۔

صلح کلیوں کے نزدیک اگر یہ باتیں پرانی ہو چکی ہیں تو ذرا حضور پر نور آقائے نعمت دریائے رحمت امام اہل سنت مجدد اعظم فاضلِ بریلوی اعلیٰ حضرت عظیم البرکت مولانا شاہ عبدالمصطفی محمد احمد رضا خان صاحب قبلہ قادری برکاتی رضی اللہ عنہ کی سوانح مقدسہ کو بنظر انصاف دیکھیں کہ ایک طرف شش امثالیوں اور ہفت خوانم والوں کا شدید فتنہ اٹھتا ہے۔ دوسری طرف تفضیلیوں، چمر توحیدیوں کا فساد عظیم پھیلتا ہے۔ ایک جانب دیوبندیت و وہابیت کے طوفان اٹھتے ہیں۔ دوسری جانب ندویت و نیچریت کے سیلاب آتے ہیں۔ ایک سمت سے قادیانیت و چکڑالویت کی کفری گھٹائیں چھاتی ہیں۔ دوسری طرف ارتداد کی آندھیاں زور و شور سے آتی ہیں۔ فتنوں کی اندھیریاں گھیر لیتی ہیں بد مذہبوں بیدینوں کی تاریکیاں محیط ہو جاتی ہیں۔ پھر جلال الٰہی کے مظہر، جمال مصطفوی کے آئینے سرکارِ غوثیت کے نائب، امام اعظم کے وارث، حضور اعلی حضرت قبلہ رضی اللہ عنہ نے کیا کیا؟ خدا اور رسول جل جلالہ وصلی اللہ علیہ وسلم پر بھروسہ کر کے۔ یا رسول اللہ کہہ کر لسانی و بیانی جہاد کے اس ہوشر با معرکے میں وہ شیر خدا کا شیر دلیر کود پڑا۔ اور اپنے نیزۂ کافر شکار کی قاہر مار سے اسلام و سنیت کے دشمنوں کے دلوں میں غار کر دیئے ان کے قلب و جگر کے زخم وار سے پار کر دیئے۔ کہ ان کے حمایتوں کو چارہ جوئی وار نہ رہے۔

یہ رضا کے نیزے کی مار ہے کہ عدو کے سینے میں غار ہے
کسے چارہ جوئی کا وار ہے کہ یہ وار وار سے پار ہے

اعدائے اسلام و دشمنان سنیت نے ناپاک اخباروں، نجس رسالوں، گندی دو ورقیوں، گھنونی چو ورقیوں میں ملعون پروپیگنڈے بھی کیے، دشنام بازیوں

فحاشیوں کے خبیث مظاہرے بھی کیے، مقاطعے بھی کیے، دھمکیاں بھی سنائیں، گیدڑ بھبکیاں بھی دیکھائیں مگر دین اسلام کے اس مجدد اعظم نے مرعوب ہو کر، کسی لالچ میں آکر ان خبثا سے دوستانہ، یارانہ، برادرانہ نہ منایا ان کی طرف محبت و مؤدت کا ہاتھ نہ بڑھایا۔ بلکہ اسلام و سنیت کے خورشید درخشاں و بدر تاباں کے عالم افروز چہروں سے ظلمت و کفر و ضلالت کے بادل ہٹادیئے۔ دنیائے اسلام کو خدا ورسول جل جلالہ، صلی اللہ علیہ وسلم کی سچی عزت و عظمت، سچی الفت و محبت کے جلوے دکھادیئے۔ ہر گمراہ بد مذہب ہر مرتد بے دین کی ضلالات و خباثات کے پرخچے اڑا دیئے۔ ہر باطل پرست کے جھوٹے دمدمے مٹادیئے۔ مسلمانِ اہلسنت کو الحب فی اللہ و البغض فی اللہ کی شرابِ طہور کے چھلکتے ساغر پلا دیئے۔ لاکھوں مسلمانوں کو صلح کلیت کے جہنم سے بچاکر اسلام و سنیت کی صراط مستقیم پر ان کے قدم جمادیئے۔ للہ انصاف ! اگر حضور اعلیٰ حضرت قبلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان بد مذہبوں بے دینوں کے رد میں قرآن عظیم و حدیث شریف کی بتائی ہوئی شدت پر عمل نہ فرماتے تو آج کیا ہندوستان میں اس ساڑھے تیرا سو برس سے زائد قدیم سچے دین اسلام و مذہب اہل سنت کے پتے، نشان نظر آتے؟ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

غرض وہابیہ نیاچرہ قادیانیہ وغیرہم متبدعین و مرتدین کا زور اس رد و طرد و شدت و غلظت کے سبب ضرور گھٹا۔ مگر بد مذہبوں کے وجود سے دنیا کو پاک کر دینا یہ اہل سنت کی کوشش کا نتیجہ نہیں اور نہ وہ ایسا خیال کر سکتے ہیں اور اگر اس گئے گزرے زمانے میں بھی سنی کہلانے والے جملہ واعظین تمام علماء جمیع مشائخ خدا ورسول جل جلالہ وصلی اللہ علیہ وسلم پر بھروسہ کر کے اپنے اپنے مقامات پر اس صلح کلیت سے بیزار ہو کر شریعت مطہرہ کی بتائی ہوئی اصل اصیل الحب فی اللہ و البغض فی اللہ پر اپنی طاقت واستطاعت بھر عامل ہو جائیں تو خداا ور رسول جل جلالہ وصلی اللہ علیہ وسلم کے فضل و کرم سے ابھی کایاپلٹ سکتی ہے بد مذہبی بے دینی کی طاقت گھٹ سکتی ہے۔ لیکن یہ تو حکم تشریعی ہے جس کی اشاعت ہم پر بقدر قدرت و بشرط

استطاعت فرض ہے۔ اور ہو گا وہی جو اس کا حکم تکوینی ہے۔ وکان امر اللہ قدرا مقدورا۔

(فتاویٰ حشمتیہ شریف، جلد ۱)

|☆|☆|☆|☆|☆|☆|

# خراج عقیدت بارگاہ حضور معصوم ملت (قسط اول)

از:- نبیرۂ مظہر اعلی حضرت محقق عصر علامہ مفتی محمد فاران رضا خان صاحب قبلہ حشمتی دامت برکاتہم العالیہ

۷۸۶/۹۲

۵۵۵

خراج عقیدت بارگاہ شہزادۂ شیر بیشہ اہل سنت، حامیٔ اہل سنت، ماحیٔ وہابیت و دیو بندیت، تابع شریعت غرا، منقاد ملت بیضا، مدقق دقائق شریعت، محقق حقائق طریقت، حضرت علامہ الحاج الشاہ **مفتی محمد معصوم الرضا خان** صاحب قبلہ قادری برکاتی رضوی حشمتی متعنا اللہ تعالی بطول حیاتہ ایانا و جمیع المسلمین و نفعنا اللہ تعالی ایانا و جمیع المسلمین بافادہ و ارشادہ۔

## غریب و سادہ و رنگیں ہے داستانِ حرم

موسم، موسم گرما تھا، اور الجامعۃ الحشمتیہ مشاہد نگر کے طلبہ بعام عشائیہ کے بعد اسباق کی تکرار اور حفظ و قرأت میں مشغول تھے۔ مدرسے کے صحن میں چہل قدمی کرتے کرتے پان کی خواہش ہوئی اور یوں میں استاذ الحفاظ و القرأ معتمد خانوادۂ حشمتیہ حضرت حافظ و قاری عبد الحفیظ صاحب قبلہ حشمتی کے حجرے میں جا پہنچا قاری صاحب قبلہ نے حسب معمول کھڑے ہو کر استقبال کیا اور اپنی جگہ مجھے بٹھا کر میرے لئے پان لگانے میں مشغول ہو گئے کچھ دیر خاموشی کے بعد میں نے والد ماجد مفتیٔ اعظم پیلی بھیت شریف، جانشین و اعتبار مشاہد ملت استاذ العلماء، سند الحکماء حضور معصوم ملت دام ظلھم الاقدس کے ساتھ گزرے شب و روز کا ذکر کیا تو معنی خیز مسکراہٹ کے ساتھ پان پاندان پر رکھتے ہوئے ایک آہ سرد بھری یوں لگا جیسے میں نے زندگی کا مقصد ہی پوچھ لیا ہو۔

کہنے لگے مجھے نہیں علم کہ موجودہ تمام خانقاہوں سے کسی شاہزادے نے محض پانچ سو روپے ماہانہ غیروں کے مدرسہ میں پڑھایا ہو سوائے میرے حضرت کے اس وقت میں دار العلوم حشمت الرضا

پہلی بھیت شریف میں تھا مجھے یہ بھی نہیں علم کہ پانچ سو روپئے میں حضرت کے گھر کی گزر بسر کیونکر ہوتی تھی پھر بڑے حضرت (حضور معصوم ملت) اس مدرسے سے مستعفی ہو کر پیپرا ماہم تشریف لائے اور بڑے حضرت اور چھوٹے حضرت (حضور ناصر ملت) نے اس مدرسے کی تاسیس ثانی بدست حضور مشاہد ملت قدس سرہ العزیز رکھوائی اور اسی وقت سے میں ان حضرات کے ساتھ ہوں ہاں! ان کا محوِ سفر ہونا کوئی آسان تو نہ تھا کہ ان کے کردار کی آواز تھی۔

میں نئی سحر کا نقیب ہوں مجھے فکرِ نفع وضرر نہیں
مرے ساتھ محوِ سفر وہ ہو جو اجل کے ساز پہ گا سکے

جبکہ تاسیس اوّل حضور شیر بیشہ اہل سنت قدس سرہ الکریم بہت پہلے اپنے دینی دورے کے وقت رکھ چکے تھے یعنی وہ پودہ جو حضور شیر بیشۂ اہل سنت نے لگایا تھا اس کو آپ کے دو شہزادوں نے اپنی جوانی کے خون سے سینچا ہے تب یہ سایہ دار درخت بن کر ہمارے سامنے ہے جس کے سایہ تلے کتنے ہی حفّاظ و قرأ و علماء بنے اور یہ سلسلہ بحمد اللہ آج بھی جاری و ساری ہے اور حافظ و قاری و عالم بعد میں پہلے سچے عاشق رسول صلی المولی تعالی علیہ وسلم بنے۔ کہنے لگے کہ:

حضرت! موسم بہار کے ساتھی سب ہوتے ہیں مگر موسم خزاں کا دوست کوئی نہیں ہوتا ہاں ہم نے موسم خزاں کا وہ دور بھی دیکھا ہے جب برسات اور سخت گرمی میں رات ہاتھ والا پنکھا ہلاتے ہلاتے گزرتی تھی اور بجلی والا پنکھا؟ (میں نے چونک کر سوال کیا) قاری صاحب مسکرا کر بولے حضرت! اس وقت گاؤں میں ہی بجلی نہ آئی تھی بجلی کا پنکھا کہاں ہوتا۔ نہایت تک دو کے بعد مدرسہ کی شکل میں بس دو عدد کمرے تعمیر ہو پائے تھے جو آج مسجد کی توسیع میں صحن مسجد میں سما چکے ہیں۔ پھر آہ سرد بھری اور بولے کہ:

مگر اس غربت اور سادگی میں، میں نے بڑے حضرت کا وہ جلال اور رعب دیکھا ہے جو بیان سے باہر ہے۔ میں نے علاقہ کے بڑے سے بڑے نیتا اور ادھیکاریوں کو اس مدرسے کی دہلیز پر قدم رکھنے سے پہلے کانپتے دیکھا ہے۔ میں نے دیکھا ہے حضرت!

بڑے بڑے سرمایہ داروں، مالداروں کو یہ کہتے ہوئے کہ قاری صاحب حضرت سے معافی کروادو اب کبھی اپنی محفل میں کسی وہابی دیوبندی کو نہیں بلائیں گے، حضرت جس طرح چاہیں توبہ کروالیں۔ شعر

کھلی چھتوں کے دیئے کب کے بجھ گئے ہوتے
کوئی تو ہے جو ہواؤں کے پر کترتا ہے

کہنے لگے کہ: میں حضرت لوگوں کے گھروں کے حالات کو جتنا جانتا تھا شاید ہی اتنا کوئی اور جانتا ہو تنہائی میں بیٹھ کے سوچتا تھا کہ خداوند یہ تیرے کونسے پاکیزہ بندے ہیں کہ اس غربت میں بھی شرع شریف کی خاطر ایک جہان سے تن تنہا ہمہ وقت لڑنے کو تیار ہیں آخر ان کے بھی تو اہل و عیال ہیں کھانے، پینے، پہننے، اوڑھنے کی ضروریات انہیں بھی تو لاحق ہیں اور وہ مفت تو ملتی ہیں نہیں۔

اس وقت میں نے جانا کہ حوصلہ، ہمت اور توکل، ظاہری طاقت یا اعصاب کی قوت سے نہیں وہ تو تصلب فی الدین سے حاصل ہوتا ہے۔

ہاں انہیں کے سروں پر {لا خوف علیھم ولاھم یحزنون} کی دستار سجائی جاتی ہے، انہیں کو {مریدی لا تخف} کی قادری ڈھال تھمائی جاتی ہے۔

کہنے لگے کہ: میں آج بھی کتنے ہی اہل ثروت حضرات کو جانتا ہوں کہ اگر وہابیوں، دیوبندیوں سے اتحاد و اختلاط پر نرمی کی اجازت یہاں سے مل جائے تو مدرسہ کی موجودہ عمارت سے کہیں عمدہ عمارتیں تعمیر کروا دیں مگر مجال ہے کہ ہمارے حضرت لوگوں کا دنیاوی داد و دہش کے آگے تیور تصلب ذرا بھی خم ہوا ہو۔ شعر

ٹپک اے شمع آنسو بن کے پروانے کی آنکھوں سے
سراپا درد ہوں، حسرت بھری ہے داستاں میری

میری طرف پان بڑھاتے ہوئے کہنے لگے کہ: میری بوڑھی آنکھوں اور مدرسہ کے خستہ حال در و دیوار نے وہ منظر بھی دیکھا ہے جبکہ بڑے حضرت کی سواری جیپ پر وہابیوں دیوبندیوں نے حملہ کر پتھر بازی کی تھی اور پھر کس طرح اہل سنت کا ایک جم غفیر

جمع ہو گیا تھا مدرسہ کے اندر اور باہر پاؤں تک رکھنے کی جگہ نہ تھی اور کس طرح کئی تھانوں کی پولیس پر ساشن حضرت کو منانے میں مصروف تھی نتیجتاً کئی عدد وہابیوں کی فوری گرفتاری عمل میں آئی تھی۔

میں اکیلا ہی چلا تھا جانبِ منزل مگر
لوگ ساتھ آتے گئے اور کارواں بنتا گیا

اسی نوعیت کا ایک یہ واقعہ بھی پیش آیا تھا جبکہ مدرسہ کے دو روزہ جلسہ کے موقع پر تمام تیاریاں جاری تھیں علماء اور شعراء حضرات تشریف لاچکے تھے پہلی شب کا جلسہ آج شام ہونا تھا اچانک علی الصبح خبر آئی کہ لائٹ اور جنریٹر والے ٹرک کو ودھایک (MLA) کے کہنے پر پولیس نے روک لیا ہے اس وقت یہاں کا ودھایک وہابی تھا۔

مقصد صاف تھا کہ علمائے اہل سنت کے ایمانی عرفانی بیانات نہ ہونے پائیں، وہابیت دیوبندیت کا مکروہ چہرا عوام کے سامنے آنے نہ پائے۔

حضرت نے فوراً علاقہ میں اعلان کروا دیا کہ آج شام جو جلسہ ہونا تھا اس کی لائٹ اور جنریٹر والے ٹرک کو وہابی ودھایک نے رکوا دیا ہے وہ چاہتا ہے کہ جلسہ ہونے نہ پائے۔ مگر خدا اور رسول جل وعلا و صلی المولی تعالیٰ علیہ وسلم نے چاہا تو جلسہ ہوگا اور ضرور ہوگا لیکن چونکہ ہمارے پاس لائٹ کا انتظام نہیں ہے لہٰذا آپ حضرات کو جو میسر ہو لائٹ ٹائن، چراغ، موم بتی ساتھ ضرور لائیں۔

پھر قاری صاحب کہنے لگے:

حضرت! جلسے تو اپنی زندگی میں بہت دیکھے مگر اس جیسا جلسہ نہ کبھی آنکھوں نے دیکھا اور نہ کانوں نے سُنا ہم دیکھتے تھے ایک ایک شخص دو دو لائٹ ٹائن لئے چلا آتا تھا ایک گھر میں اگر دس افراد ہیں تو دسوں کے دسوں ہاتھوں میں روشنی لئے چلے آتے تھے عوامی اژدھام کا عالم یہ تھا کہ جہاں تک نظر جاتی تھی روشنی ہی روشنی دکھائی دیتی تھی، کیا خوبصورت منظر اور کیا پُر کیف فضا تھی، جگمگاتی نور برساتی وہ شب تھی یا کہ محفلِ انجم آسمانِ دنیا کے بجائے آج زمین پر آ سجی تھی اہل سنت کے جوش اور جذبے کا عالم یہ تھا کہ اِدھر

مقرر ابھی اپنی بات مکمل نہ کر پاتا اُدھر فلک شگاف نعروں سے استقبال ہوتا تھا اس جلسہ کی کیفیت بیان سے باہر ہے جسکی آنکھوں نے دیکھا یا کانوں نے سُنا ہے وہی اسکی حقیقت سمجھ سکتا ہے۔

وہابیت اپنے ہاتھوں اپنا سر پیٹتی تھی، دیوبندیت کفِ افسوس ملتی تھی اور پھر دوسرے روز اسی ودھایک نے خود تھانہ سعد اللہ نگر فون کرکے ٹرک آزاد کروادیا۔

قاری صاحب قبلہ یہ واقعہ بیان کر رہے تھے اور مجھے ابلیس لعین کا وہ واقعہ یاد آرہا تھا جبکہ اس لعین نے کسی اللہ والے کی نماز فجر قضا کروادی وہ حضرت دن بھر روتے رہے دوسرے روز فجر میں خود ابلیس انہیں اُٹھا کر کہتا ہے کہ جناب نماز فجر پڑھ لیں قضا نہ ہو جائے۔ حضرت فرماتے ہیں خیریت تو ہے یہ کام کب سے شروع کردیا؟

ابلیس کھسیا کر کہتا ہے کہ کل میں نے آپکی نماز قضا کروادی تھی مگر آپکی گریہ وزاری کے سبب رب نے آپکو کئی گنا زیادہ ثواب عطا کردیا مجھے ڈر ہوا کہ کہیں آج بھی وہی نہ ہو جائے۔

اس دوران بڑے حضرت کے ڈرائیور جناب ابرار خانصاحب حشمتی بھی قاری صاحب کے حجرے میں آچکے تھے اور پھر انہوں نے بھی اپنے مرشد کے ساتھ گزرے حسین لمحات کا ذکر کیا کہ کس طرح ہم مئی جون کی شدید گرمیوں اور کچے ناقص راستوں پر اُس جیپ میں چلا کرتے تھے جس میں A.C تھا اور نہ دھول مٹی کو روکنے کا انتظام، اور کس طرح برسات کی راتوں میں کچے راستوں پر جیپ پھسل کر کھیت میں چلی جاتی پھر ٹریکٹر منگوا کر نکالتے تھے اور کس طرح ہمارے حضرت رات کے اندھیرے میں دلدل میں اتر کر وظائف میں مشغول رہتے۔

اُٹھائے کچھ وَرق لالے نے، کچھ نرگس نے، کچھ گل نے
چمن میں ہر طرف بِکھری ہُوئی ہے داستاں میری

آخر میں کہنے لگے کہ:

ہمارے حضرت نے جلسے کرنا بند کر دئے اور ہم نے ڈرائیوری کرنا چھوڑ دی۔

جاری.........

فقیر سگ بارگاہ مرشد
محمد فاران رضا خان حشمتی غفرلہ القوی
آستانہ عالیہ حشمتیہ حشمت نگر پیلی
بھیت شریف یوپی انڈیا

|☆|☆|☆|☆|☆|☆|

# فرمان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

لایقبل اللہ لصاحب بدعۃ صلوۃ ولا صوما ولا صدقۃ ولا حجا ولا عمرۃ ولا جھاد اولا صرفا ولا عدلا یخرج من الاسلام کما تخرج الشعرۃ من العجین۔

اللہ کسی بدمذہب کی نماز قبول کرے نہ روزہ نہ زکوٰۃ نہ حج نہ جہاد نہ فرض نہ نفل، بدمذہب اسلام سے یوں نکل جاتا ہے جیسے آٹے سے بال۔

(کنز العمال، الترغیب والترہیب، سنن ابن ماجہ)

مدیر اعلی :- نبیرۂ مظہر اعلی حضرت شہزادۂ ناصر ملت علامہ مفتی
محمد مشارب الحشمت صاحب قبلہ حشمتی
ناشر - مکتبۂ حشمتیہ